مکتب امام صادقؑ

1

از جناب مولانا سید فدا حسین بخاری، مانچسٹر

آسمان امامت کے چھٹے تاجدار امام جعفر صادقؑ ۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے اور ۱۵ شوال ۱۴۸ھ مدینہ میں ۶۵ برس کی عمر شہادت پائی۔ امامؑ کا دورِ امامت ۳۴ برس تھا کہ جو علمی، فقہی، کلامی اور تفسیری لحاظ سے بے مثال ہے۔ آپ نے اپنے دورِ امامت میں خالص محمدیؐ اسلام، امت اسلامی تک پہنچایا۔ بنی امیہ کے دور میں بہت ساری خرافات، بدعتیں اسلام میں داخل کر دی گئیں تھیں۔ امامؑ نے بنی اُمیہ کے جھوٹ کو آشکار کیا، بدعتوں کی نشاندہی کی اور اسلام محمدیؐ کے تشنوں کو قرآن اور عترت کے پاکیزہ حوض سے سیراب کیا۔ اس اہم کام کو انجام دینے کے لئے امامؑ نے مسجد النبیؐ سے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر کے ایک عظیم اسلامی یونیورسٹی (Open University) حوزہ علمیہ کی تشکیل کی، جس میں ہزاروں کی تعداد میں شاگردان مکتب جعفری نے اپنی علمی پیاس بجھائی۔ اس طرح امامؑ نے بہت بڑی علمی اور فکری تحریک کو آگے بڑھایا، جس کا موقع رسول پاکؐ کے بعد گزشتہ آئمہ اطہارؑ کو میسر نہیں آیا تھا، اگرچہ امام محمد باقرؑ نے کافی حد تک زمینہ سازی کی اور بڑھاوا دیا، لیکن جو وسعت اور عروج امام جعفر صادقؑ کے زمانے میں اس علمی، فکری اور خصوصاً فقہی تحریک کو حاصل ہوا ہے، پہلے نہیں ہوا تھا اس دانشگاہ کی وسعت اور ترقی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ طالب علموں کی تعداد جو شیخ طوسیؒ نے اپنی کتاب رجال میں لکھی ہے وہ ۳۱۹۷ شاگرد لکھی ہے اور خواتین کی تعداد بارہ کے لگ بھگ تھی۔ بعض تاریخوں نے چار ہزار کے قریب امامؑ کے شاگردوں کی تعداد لکھی ہے اور ان میں سے چار سو کے قریب ایسے علماء بھی تھے جو مختلف قسم کے علوم میں ماہر تھے۔ کوئی تفسیر قرآن میں ماہر تھا تو کوئی علم حدیث میں، کوئی کیمیا میں تو کوئی ریاضی میں۔ کوئی علم مناظرہ میں تو کوئی علم کلام میں، کوئی علوم انسانی میں تو کوئی علم فلکیات میں۔ غرض کہ اس زمانے کے جتنے بھی علوم تھے سب میں ممتاز علماء پیدا ہوئے۔

> امام صادق علیہ السلام نے مسجد النبیؐ میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر کے ایک عظیم اسلامی یونیورسٹی تشکیل دی، نیز عظیم علمی اور فکری تحریک کو آگے بڑھایا۔

امامؑ نے حقیقی اسلام کی تبلیغ کر کے جو امت اسلامی پر احسان کیا وہ شاید ہی کسی اور نے کیا ہو۔ امامؑ نے فقہ اہلبیتؑ کا ایسا درخت طوبیٰ کاشت کیا اور اس کو پروان چڑھایا کہ قرآن مجید کے مطابق "تؤتی اکلها کل حین باذن ربها"۔ اللہ کے اذن سے ہر زمانے میں اپنا پھل دے رہا ہے۔ (سورہ ابراہیم آیت ۲۵)

اسی درخت طوبیٰ کی چند شاخوں یعنی امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ کے شاگردوں کا تذکرہ کرتے ہیں، جنہوں نے آئمہ کرامؑ سے دین اخذ کیا اور اس کو آئندہ نسلوں تک پہنچانے میں اپنی ذمہ داریاں پوری کیں۔

ابان بن تغلب: امام محمد باقرؑ کے منفرد شاگردوں میں سے تھے، انہوں نے امام زین العابدینؑ اور امام جعفر صادقؑ سے بھی علم حاصل کیا، انہوں نے علوم قرآن پر کتابیں لکھیں۔ ان میں سے ایک غریب القرآن ہے جس میں قرآن کے نادر اور مشکل الفاظ کے معنی لکھے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبدہ فیروز پوری مفردات القرآن (اردو) کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: عبد اللہ بن عباس کے بعد ابان بن تغلب کا نام غریب القرآن کے سلسلے میں لیا جاسکتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ابان بن تغلب قاری اور فقیہ ہونے کے علاوہ لغت کے عظیم المرتبت عالم تھے۔ ابن ندیم نے اپنی کتاب ''الفہرست'' میں غریب القرآن کے سلسلے میں عبد اللہ بن عباس کے بعد ابان کا نام لیا ہے۔ ابن ندیم کے مطابق معانی القرآن میں بھی ابان بن تغلب کی کتاب تھی۔ اسی طرح قرآئت قرآن میں بھی انہوں نے کتاب لکھی۔ آج کل بعض لوگ جو مرجعیت کے نظام کے مخالف ہیں اور دانستہ یا نادانستہ طور استعمار کے ہاتھوں مضبوط کر رہے ہیں، کہتے ہیں کہ امام زمانہؑ کی غیبت کے کافی عرصہ بعد مرجعیت کا نظام شروع ہوا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ انہوں نے آئمہ اطہارؑ کی سیرت اور ان کے اصحاب کی زندگیوں کا مطالعہ نہیں کیا، اسی لئے وہ ایسی بات کرتے ہیں۔ آئمہ اطہارؑ نے اپنے بعض اصحاب کو ایسے انداز میں تعلیم دی اور

ان کی علمی پرورش کی کہ انہیں صحیح طور پر تفسیر قرآن کرنے، قرآن وحدیث سے استنباط کرنے کا طریقہ سکھاتے۔ کس طرح سے قرآن وسنت سے دلیل اخذ کی جائے اس کی روش بتاتے، چنانچہ ہم امام باقرؑ کی ایک حدیث بیان کرتے ہیں جس میں اس بات کا اشارہ موجود ہے کہ امامؑ اپنے شاگردوں کی حوصلہ افزائی کرتے تھے کہ وہ فتویٰ دیں اور استنباط کریں۔

یہ علیحدہ بات ہے کہ امامؑ کے ہوتے ہوئے اجتہاد کی اس طرح سے ضرورت پیش نہیں آتی جس طرح سے زمانہ غیبت میں آئمہؑ کے اصحاب نے اپنے آپ کو راویانِ حدیث ہی کہلوایا، اگرچہ بعض میں استنباط کی پوری صلاحیت تھی۔

امام باقرؑ، ابان بن تغلب سے مخاطب ہوتے ہوئے فرماتے ہیں: اجلس فی مسجد المدینه و اَفتِ الناس، فانی اُحب اَن یَرِیٰ فی شیعتی مثلك‘‘۔ اے ابان! مدینہ کی مسجد میں بیٹھو اور لوگوں کو فتویٰ دو، مجھے پسند ہے کہ اپنے شیعوں میں تجھ جیسے شخص کو دیکھوں۔

جابر بن یزید جعفی: امام باقرؑ کے ممتاز شاگردوں میں سے تھے۔ ان کے متعلق امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: ’’رحم الله جابر الجعفی، کان یصدق علینا‘‘۔ خدا جابر جعفی پر رحم کرے، وہ ہماری احادیث کو صحیح اور سچائی کے ساتھ نقل کرتے تھے۔ امام صادقؑ نے زرارہ، ابوبصیر، یزید بن معاویہ محمد بن مسلم کے متعلق فرمایا: یہ ان افراد میں سے ہیں جن کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہے: ’’والسابقون السابقون اُولئك المقربون‘‘ ان میں سے ہر کوئی ممتاز علمی شخصیت اور اجتہاد کے درجے پر فائز تھا۔ جابر بن یزید جعفی نے امام باقرؑ سے ۷۰ ہزار حدیثیں اخذ کیں اور محمد بن مسلم نے امام باقرؑ سے ۳۰ ہزار حدیثیں حاصل کیں۔

ہشام بن حکم: امام جعفر صادقؑ کے ممتاز شاگردوں میں سے ہشام بن حکم کا نام درخشندہ ستارے کی مانند ہے۔ آپ علم کلام کے استاد تھے اور مخالفین سے عقائد کے بارے میں جو علمی مناظرے ہوتے تھے، اس میں امام جعفر صادقؑ کی طرف سے ہشام بن الحکم کو بھیجا جاتا تھا۔ آپ نے ۳۱ کتابیں لکھیں۔

جابر بن حیان: امامؑ کے شاگردوں میں جابر بن حیان کا نام آتا ہے۔ جن کو علم کیمیا کا باپ کہا جاتا ہے۔ انہوں نے دوسو کے قریب کتابیں لکھیں ہیں۔ ان کی بعض کتابیں یورپ کی یونیورسٹیوں میں ریفرنس کے طور پر لی جاتی ہیں۔

اس مختصر مقالہ میں تو امام شاگردوں کی لسٹ بھی نہیں دی جاسکتی، چہ جائیکہ تفصیل سے روشنی ڈالی جاسکے۔ صرف بعض کے نام اور ان کی کتاب کا نام درج کرتے ہیں۔

امامؑ کے شاگردوں میں قاری حمزہ بن حبیب بھی ہیں جو سات مشہور قاریوں میں سے ایک ہیں۔ ابوالحسن مقاتل بن سلیمان متوفیٰ ۱۵۰ھ کتاب تفسیر آیات الاحکام کے مولف ہیں۔ محمد بن سائب کلبی متوفی ۱۴۶ھ کتاب تقسیم القرآن کے مولف ہیں۔

امامؑ کے صحابیوں میں سے ’’حمران‘‘ علوم قرآن میں سے ’’قرائت قرآن کی کیفیت‘‘ کے علم ماہر تھے۔ ابان بن تغلب، ادبیات عرب کے بہترین استاد تھے۔ علم فقہ کے ماہرین میں سے زرارۃ بن اعین کا نام لیا جاسکتا ہے۔ علم کلام و مناظرہ میں ’’مومن طاق‘‘ صف اول کے متکلمین میں سے تھے۔ ان کے علاوہ حمزہ طیار اور ہشام بن سالم علم کلام میں ماہر تھے۔

دانشگاہ جعفری میں صرف مکتب اہل بیتؑ کے ماننے والے ہی زیر تعلیم نہ تھے، بلکہ اہلسنت کے بعض جید علماء جو بعد میں ان کے امام بلکہ امام اعظم کہلائے، وہ بھی اسی دانشگاہ کے طالب علم نظر آتے ہیں اور امام جعفر صادقؑ کے علمی دسترخواں سے لقمے اٹھاتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں۔ ابن حجر عسقلانی کے مطابق مشہور کے مطابق فقہاء اور محدثین نے امام جعفر صادق سے احادیث نقل کی ہیں۔ ان میں شیعہ سفیان ثوری، مالک بن جریج، ابو حنیفہ (اہلسنت کے امام اعظم)، وھیب بن خالد، قطان اور ابو عاجم کے نام آتے ہیں۔

ہم مکتب اہلبیتؑ کے پیروکار استاد کی فقہ پر عمل کرنے ہی کو اپنا نصب العین سمجھتے ہیں کیونکہ یہی مکتب صادقؑ ہے۔

کتب تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ مذاہب اربعہ کے اماموں نے امام جعفر صادقؑ کی برتری اور روحانی فضیلت کا اقرار کیا اور ان کی شاگردی پر فخر کیا ہے، چنانچہ امام مالک، امام صادقؑ کے متعلق کہتے ہیں: ’’میں نے امام صادقؑ سے بڑا فقیہ اور زاہد اور عابد نہیں دیکھا‘‘۔ امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ میں نے جو دوسال ان سے کسب فیض کیا ہے اگر وہ دوسال نہ ہوتے تو گویا کہ میرے پاس کچھ نہ ہوتا۔ ’’لولا السنتان لهلك النعمان‘‘۔ امام حنبل، امام شافعی کے تابع ہیں اور امام شافعی، امام مالک کا اتباع کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ امام مالک امام ابوحنیفہ، امام صادقؑ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ اس طرح آئمہ اربعہ کی فقہ بھی امام صادقؑ کی مرہون منت ہے۔ ہم مکتب اہلبیتؑ کے پیروکار استاد کی فقہ پر عمل کرنے ہی کو اپنا نصب العین سمجھتے ہیں کیونکہ یہی مکتب صادقؑ ہے۔